شاہ ولی اللہ ایوارڈ

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی ۲۵

۱۶۲، جوگا بائی مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی ۔ ۱۱۰۰۲۵

فون: 26981187, 26989253 فیکس: 26981104

E-mail: ios.newdelhi@gmail.com

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کا قیام ۱۹۸۶ میں مسلم اسکالروں اور دانشوروں کے تعاون سے عمل میں آیا اور ۱۳/اپریل ۱۹۸۷ء کو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت اسے ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اس کے اغراض ومقاصد میں روز اوّل ہی سے اسلام، ہندستانی مسلمان، ہندستان کے مذاہب سے متعلق مطالعات اور مسلمانوں سے متعلق بالخصوص اور ہندستانی قوم سے متعلق بالعموم مسائل کے تجزیے اور مطالعے شامل رہے۔

انسٹی ٹیوٹ نے اپنے آغاز ہی سے اسلام اور مسلمانوں سے متعلق امور، سماجی علوم، قوانین اور ان مضامین پر اسلامی پس منظر میں تحقیق ودریافت کو اپنا شعار بنایا، جن پر بالعموم کم ہی توجہ کی جاتی رہی ہے۔ اس کے تحقیقی امور ۲۳/اکیڈمک کمیٹیوں کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ کا صدر دفتر، ۱۶۲، جوگا بائی مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵ میں واقع ہے۔ اس کی پانچ شاخیں علی گڑھ، چنئی، کالی کٹ، کولکاتا اور پٹنہ میں آئی او ایس چیپٹرس کے نام سے سرگرم عمل ہیں۔

اس ادارے کو اقتصادی وسماجی کونسل برائے تنظیم اقوام متحدہ کے تئیں مشاورتی حیثیت حاصل ہے۔

اب تک ادارے کے تحت ۳۸۷ پروجیکٹس، رپورٹس اور اہم کتابوں کے تراجم منظر عام پر آچکے ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ کو ملک کے ممتاز علمائے کرام اور سماجی علوم کے ممتاز ماہرین کا تعاون حاصل ہے۔ اس اشتراک عمل نے انسٹی ٹیوٹ کو علوم قرآنی، علوم حدیث اور اسلامی قوانین کے علاوہ مسلمانانِ ہند کے مسائل سے متعلق ایک ممتاز تحقیقی مرکز بنادیا ہے۔ اس سلسلے میں وقتاً فوقتاً قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر کانفرنسیں، سیمینار اور ورک شاپس ہوتے رہتے ہیں۔ اب تک گیارہ سو چورانوے (۱۱۹۴) سے بھی زیادہ اجتماعات کا انعقاد ہوچکا ہے، جن میں نامور علما، دانش وروں اور مختلف میدانوں کے ماہرین نے شرکت کی۔ ان کے علاوہ مختلف موضوعات پر لکچروں کا بھی سلسلہ رہتا ہے۔

انسٹی ٹیوٹ نے مسلمانوں سے متعلق ایک آئی او ایس انفارمیشن سینٹر بھی قائم کیا ہے۔

آئی او ایس کے پانچوں چیپٹرس بھی اسی قسم کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ ''جرنل آف آبجیکٹیو اسٹڈیز'' اور ''ریلیجن اینڈ لا ریویو'' کے نام سے دو مجلّے اور سہ ماہی اردو مجلہ ''مطالعات'' بھی شائع کرتا ہے۔ اسی طرح انگریزی میں ماہانہ نیوز لیٹر اور آئی او ایس خبرنامہ بھی شائع کیا جاتا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا کا بھی استعمال ہے۔ ۱۔ کرنٹ افیئرس، ۲۔ آئی او ایس مینار یٹ اور ۳۔ نقطۂ نظر کے نام سے رسائل اور خبرنامے منظر عام پر آتے ہیں۔ ان سب چیزوں کو www.iosworld.org اور www.iosminaret.org پر دیکھا جاسکتا ہے۔

آئی او ایس چیپٹرس

۱۔ **آئی او ایس علی گڑھ چیپٹر:** سلطان بلڈنگ، مقابل اکبر مارکیٹ، میڈیکل کالج روڈ، دودھ پور، علی گڑھ۔ ۲۰۲۰۰۲ (یوپی)

۲۔ **آئی او ایس پٹنہ چیپٹر:** دیپ گنگا کمپلیکس، ۱۰۴، فرسٹ فلور، نزد اَروند ہاسپیٹل، اشوک راج پتھ، پٹنہ۔ ۸۰۰۰۰۴ (بہار)

۳۔ **آئی او ایس کولکاتا چیپٹر:** ۴۵، ایلٹ روڈ، کولکاتا۔ ۷۰۰۰۱۶ (مغربی بنگال)

۴۔ **آئی او ایس کالی کٹ چیپٹر:** آئی۔ وائی۔ سی بلڈنگ، 5/3274A، بینک روڈ، کالی کٹ۔ ۶۷۳۰۰۱ (کیرالا)

۵۔ **آئی او ایس چنئی چیپٹر:** ۳۳، بالاجی نگر، فرسٹ اسٹریٹ، رویاپیٹھاہ پوسٹ آفس، چنئی۔ ۶۰۰۰۱۴

شاہ ولی اللہ ایوارڈ

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی یاد میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے ۱۹۹۹ء سے شاہ ولی اللہ ایوارڈ کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ شاہ صاحب نے اسلامی علوم کے سلسلے میں جو انتہائی اہم اور چوگوشہ خدمات انجام دی ہیں، ان میں قرآن پاک کا ترجمہ وتفسیر، حدیث، فقہ، تصوف اور اسلامی فلسفہ شامل ہیں۔ قرآن کریم سے متعلق ان کی تصنیفات ہر میدان میں نہایت اہم اور بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

اسلامی قدروں کے فروغ وارتقا میں شاہ صاحب کی ان خدمات جلیلہ کی یادوں کو شاداب اور قلب ونظر کو منور رکھنے کی غرض سے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے سماجیات، ادبیات، قانون اور اسلامیات کے میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دینے والے ممتاز علما اور دانشوروں کی قدر افزائی کے لئے **''شاہ ولی اللہ ایوارڈ''** کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ ایک لاکھ روپے کا اعزازیہ (بہ ذریعہ چیک) ایک سپاس نامے، مومنٹو اور ایک شال پر مشتمل یہ ایوارڈ ہر سال کسی ایک منتخب ہندستانی عالم یا دانشور کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

شاہ ولی اللہ ایوارڈ کی اسکیم کا انتظام وانصرام انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کی مجلس منتظمہ کے ذریعے مقرر کردہ ایک خود مختار بورڈ کرتا ہے۔ یہ بورڈ کم از کم تین ممتاز ماہرین پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کی تشکیل کرتا ہے، جو ایوارڈ کی حقدار شخصیت کا انتخاب کرتا ہے۔ بورڈ کی طرف سے ہر سال ایوارڈ کے موضوع یا میدانِ کار کا تعین کرکے اس کا اعلان کرتا ہے۔

ہر سال موضوع کی مناسبت سے مجلس منتخبہ کی از سر نو تشکیل بھی عمل میں آتی ہے۔

ایوارڈ کے لیے یونیورسٹیوں، عربی مدارس، اسلامی جامعات، تسلیم شدہ اداروں اور نمایندہ انجمنوں کے ان اکابر اور ممتاز ومعروف شخصیتوں کی تجاویز پر غور وخوض کیا جاتا ہے جن سے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز موضوعات کے اعتبار سے نامزدگی کی درخواست کرتا ہے۔

پہلا شاہ ولی اللہ ایوارڈ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کو بعد از مرگ تفویض کیا گیا تھا، دوسرا ایوارڈ فقہ اسلامی پر منفرد حیثیت کی حامل نامور شخصیت حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ کی خدمت میں، تیسرا ایوارڈ اسلامی معاشیات کے ماہر پروفیسر محمد نجات اللہ صدیقی کو، چوتھا ایوارڈ قرآنی علوم کے میدان میں نمایاں کارنامہ انجام دینے والی معروف شخصیت حضرت مولانا محمد شہاب الدین ندویؒ کو بعد از مرگ، پانچواں ایوارڈ اسلامی تاریخ نویسی میں نمایاں خدمات کے اعتراف میں پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی کو، چھٹا ایوارڈ تفسیر اور اصول تفسیر کے موضوع پر کے لیے کوئی موزوں نام نہیں مل سکا، ساتواں ایوارڈ اسلامی قانون کے موضوع پر ملک کے نامور قانون داں اور اسلامی دانش ور پروفیسر سید طاہر محمود کو تفویض کیا گیا، آٹھواں ایوارڈ علومِ حدیث کے موضوع پر موجودہ عہد کے ممتاز عالمِ حدیث حضرت مولانا تقی الدین ندوی کو، نواں ایوارڈ اسلامی سماجیات وبشریات کے موضوع پر ڈاکٹر خلیل عباسی صدیقی کو، دسواں ایوارڈ اسلامی تصوف کے موضوع پر مولانا شاہ قادری سید مصطفی رفاعی جیلانی ندوی کو اور گیارہواں ایوارڈ تعلیم اسلامی تناظر میں کے موضوع پر حضرت مولانا رابع حسنی ندوی صاحب کو تفویض کیا گیا۔ بارہواں ایوارڈ ''ذرائع ابلاغ سماج اور ہندوستانی مسلمان'' کے موضوع پر جناب سید افتخار گیلانی کو تفویض کیا گیا۔

شاہ ولی اللہ ایوارڈ کے قواعد وضوابط

۱۔ ایوارڈ کا انتظام وانصرام انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کی مجلس منتظمہ کے ذریعے مقرر کردہ خود مختار بورڈ کرے گا۔

۲۔ یہ بورڈ کم از کم تین ممتاز ماہرین پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کی تشکیل کرے گا، جو ایوارڈ کی مستحق شخصیت کا انتخاب کرے گی۔ مجلس منتخبہ کے ارکان کا انتخاب ایوارڈ کے موضوع سے متعلق ماہرین میں سے

کیا جائے گا۔ موضوع کی مناسبت سے ہر سال مجلس منتخبہ کی از سر نو تشکیل عمل میں آئے گی۔

۳۔ بورڈ ہر سال ایوارڈ کے موضوع یا میدان کار کو طے کرے گا۔

۴۔ ہندستان کا شہری ہی اس ایوارڈ کو پانے کا اہل ہوگا۔

۵۔ ایوارڈ کے لیے یونیورسٹیوں، اسلامی جامعات، دارالعلوم، تسلیم شدہ اداروں اور نمایندہ انجمنوں کے ان اکابرین اور ممتاز و معروف شخصیتوں کی تجاویز پر غور وخوض کیا جائے گا، جن سے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے نام زدگی کی درخواست کی ہوگی۔

۶۔ اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں تصنیفات وتالیفات ہونے کی صورت میں ماہرین مجلس منتخبہ کے ملاحظہ کے لیے ان کی انگریزی تلخیص ہم رشتہ ہونی چاہیے۔

۷۔ ایوارڈ کے لیے خود نام زدگی (اپنا نام پیش کرنا) قابل غور نہ ہوگی۔

۸۔ انعام کے لیے علما، دانش وروں کے انتخاب کے لیے اُن کے کارہائے نمایاں کی تفصیلات معینہ فارم پر ہی قابل قبول ہوں گی۔

۹۔ ایوارڈ کے لیے ناموں میں موضوع سے متعلق شخصیتوں کے مجموعی کام پیش نظر رہیں گے۔

۱۰۔ ایوارڈ یافتگان اگلے پانچ برس تک انسٹی ٹیوٹ کا دوسرا کوئی ایوارڈ پانے کے اہل نہ ہوں گے۔

۱۱۔ ایوارڈ کے لیے ناموں کی تجویز کے ہم راہ متعلقہ شخصیت کے جامع تعارف کے ساتھ اس کی وہ کاوشیں بھی ممکن حد تک بھیجی جائیں، جن کے پیش نظر اسے ایوارڈ کا مستحق سمجھا گیا ہے۔

۱۲۔ ایوارڈ کے لیے موزوں شخصیت کے انتخاب میں بورڈ کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

۱۳۔ مجلس منتخبہ کے نزدیک کوئی موزوں اور اہل شخصیت نہ ہونے کی صورت میں ایوارڈ کو موخر یا ملتوی کر دینے کا کامل اختیار بورڈ کو حاصل ہوگا۔

۱۴۔ ایسی صورت میں جب ایوارڈ کے لیے کوئی واضح نام سامنے نہ آیا ہو یا تجویز کرنے والوں کی رائیں منقسم ہوگئی ہوں یا بورڈ کے ذریعے نامزد شخصیت ایوارڈ لینے سے انکار کردے تو شاہ ولی اللہ ایوارڈ بورڈ کو اختیار ہوگا کہ وہ ایوارڈ کے لیے کسی دوسرے ممتاز اور مستحق اسکالر کو نامزد کردے۔

۱۵۔ یہ ایوارڈ بعد از مرگ بھی دیا جاسکتا ہے بہ شرطے کہ نام زد شخصیت کا انتقال نام زدگی کی آخری تاریخ سے گزشتہ پانچ سال کے دوران میں ہوا ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

تعارف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اسلامی ہند کی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ وہ نابغہ روزگار شخصیت کے مالک تھے۔ اُنھیں بہ یک وقت مجدد اعظم، حکیم الامت، امام علم وفن اور مصلح ملت اسلامیہ ہونے کا فخر حاصل تھا۔ شاہ صاحب نے ۴رشوال المکرم ۱۱۱۴ھ مطابق ۱۲رفروری ۱۷۰۳ء کو اپنے ننھیال، ضلع مظفر نگر (یوپی) کے قصبہ پھلت میں ایسے وقت میں آنکھیں کھولیں، جب دینی علوم زوال پزیر تھے، مستقبل پر ظلمتوں کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہو چکا تھا، ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو رہا تھا، بے دینی وقت کا دستور ہوگئی تھی اور مسلمانوں کا رشتہ قرآن مجید اور حدیث رسول سے منقطع ہوتا جا رہا تھا۔ ایسے مایوس کن حالات میں شاہ صاحب نے جدوجہد کر کے دینی علوم کو جلا بخشی اور شریعت کی ترویج کی۔ حالات کو بہتر بنانے کے لیے شاہ صاحب نے بڑی ہمت اور جرأت سے کام لیا۔ انھوں نے سماج کے بھی طبقوں سے خطاب کیا اور انھیں اپنا فرض یاد دلایا کہ وہ اپنے فرائض سے بے خبر ہوکر آرام وآسائش کی آغوش میں سو گئے ہیں۔ انھوں نے ہر طبقے کی بداعمالیوں کو

اجاگر کرتے ہوئے ان کے سامنے اصل اسلام کو پیش کیا۔ شاہ صاحب نے سماجی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور بری عادتوں اور رسموں کو ترک کرنے کی تلقین کی۔ اعتدال کی راہ اپنانے اور اپنا بوجھ خود اٹھانے کا سبق دیا۔ انھوں نے مدرسہ رحیمیہ دہلی کو اپنی جدوجہد کا مرکز بنایا۔ حجاز کا سفر کر کے حدیث کا علم حاصل کیا۔ شاہوں، امراء اور وزراء کے لیے ہدایات جاری کیں اور نجیب الدولہ اور احمد شاہ ابدالی کو ہندستان آنے کی دعوت دی۔

شاہ صاحب نے تصانیف کا ایک طویل سلسلہ شروع کیا، جس میں قرآن پاک کا فارسی ترجمہ، تفسیر، حدیث، اصول فقہ، اجتہاد و تقلید، تصوف اور دوسرے موضوعات سے متعلق کتابیں شامل ہیں۔

شاہ صاحبؒ نے ''الفوز الکبیر'' نامی اپنی تصنیف میں قرآن پاک کی تفاسیر کے اصولوں کا ایک روشن اور جامع خاکہ پیش کیا۔ اسی طرح قرآن مجید کے معانی اور اس کے پیغام میں ان کی ادراکی بصیرت ان کی شاہکار تصنیف ''حجۃ اللہ البالغۃ'' سے منعکس ہے۔

تیرہواں شاہ ولی اللہ ایوارڈ

موضوع

اسلام اور سیاسیات

نام تجویز کرنے کی آخری تاریخ ۱۵ر جنوری ۲۰۱۸ مقرر کی گئی ہے۔

اسلام اپنے وسیع مفہوم میں وہ ہدایت نامہ ہے جو انسانی وجود کی تمام شکلوں اور منازل پر محیط ہے۔ اسلام وحدتِ الٰہ کا قائل ہے اور اس امر میں یقین رکھتا ہے کہ سارے انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں اور اس فکر کا قائل ہے جو روح کو اس کی تمام شکلوں میں تسکین دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلام کے مطابق انسان روحانی و اخلاقی امتیازات وخصائص کا مجموعہ ہے جنھیں ایمان اور اس عملِ صالح کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس ذمے داری کو اس کی صحیح شکل وروح میں کیسے انجام دیا جائے۔ ریاست ہمیں وہ ضروری اختیار فراہم کرتی ہے، جس سے ضروری واہم فیصلے ہم لے سکیں۔ یہ وہ نطقہ ہے جہاں علم سیاسیات کو بحیثیت ایک مضمون کے متعارف کرانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، یعنی ڈیوڈ ایسٹن کے الفاظ میں ''اقدار کی حتمی تعین کے لیے جس کا مطلب ہے ایسے فیصلے لینا جس سے ریاست کے اقتدار کی تائید حاصل ہو۔ یہاں ریاست کے ادارے اور نظام حکمرانی سے بحث کرنے کے لیے اسلام کی معنویت کافی بڑھ جاتی ہے۔ جیسے ہی یہ بات واضح ہو جاتی ہے، ریاست کے ادارے اور عمل کے مطالعے کے لیے ایک نئی راہ کھلتی ہے۔

اب علم سیاست کی طرف لوٹتے ہیں۔ رابرٹ اے ڈاہل سیاست کو انسانی تعامل اور تعلق کے طور پر دیکھتا ہے، جو سماج میں وسائل و اقدار کی تقسیم کے منہج پر توجہ دیتا ہے۔ یہ وہ طاقت یا اختیار بھی ہے جس سے سماج میں تعلقات سے نبٹا جاتا ہے۔ مزید برآں یہ کہا جا سکتا ہے کہ علم سیاسیات پالیسی کے نتائج پر زور دیتا ہے، جو ہیرولڈ لاس ویل کی تحریروں میں نمایاں ہے۔ لاس ویل سیاست کی تعریف کرتا ہے کہ ''کسے کب، کہاں اور کیسے'' ملتا ہے۔ یہ تعریف سیاست کو کئی سماجی تناظر میں دیکھتی ہے، جس میں حکومتی ادارے بھی شامل ہیں۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ علم سیاسیات کی تعریف میں کافی تبدیلیاں آچکی ہیں۔ اب زور ریاست اور اس کی شکل وصورت پر نہیں، بلکہ اس انسانی سلوک اور تعامل پر ہوتا ہے، جو کم ہوتے ہیں وسائل کی تقسیم سے متعلق ہیں اور جو ضروری ہیں ان بنیادوں اور معیار کو حاصل کرنے کے لیے جنھیں اسلام نے متعین کیا ہے تا کہ سماج میں مساوات، آزادی، اخوت اور سماجی انصاف جیسی اقدار پر عمل ہو سکے۔ مزید

برآں ۱۹ ویں صدی کے اثباتیت کے علمبرداروں اور زمینی مطالعات کے حاملین ایک ایسے سماج کو کھوج یا تشکیل پر زور دیتے رہے ہیں، جو فکر و عمل اور رویوں کے معیار پر فوکس کرتے ہیں۔

اسلام کا انفرادی اور اجتماعی شعور اس دعا پر مبنی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم: ہمیں سیدھا راستا دکھا۔ اس دعا میں اچھی زندگی، سماجی اتحاد و مساوات، قیادت و اطاعت، ذمے داری، احساس ذمہ داری اور برادرانہ آفاقیت کے اصول شامل ہیں۔

اسلام میں سیاست کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کی ایک مختصر تعریف یہ ہوسکتی ہے کہ یہ ایک طرز حکمرانی ہے۔ قرآن بھلائی کی تلقین اور برائی سے روکنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس تلقین یا ہدایت میں انصاف اور ایسی دوسری اقدار و معیار شامل ہیں، جن کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ سماج کے تمام افراد معاملات حکومت میں شامل ہوں تاکہ وہ مقاصد حاصل ہوسکیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ قرآن فساد اور بدنظمی کی مذمت کرتا ہے۔ ((2:205 اور نبیؐ نے بھی سماج میں تنظیم اور اقتدار کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ اسلام زندگی کے بارے میں ایک منظم انداز فکر کی تلقین کرتا ہے، جس میں مذہب کا سیاست، قانون اور سماج سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اسلام خود مختاریت یا اقتدار بلاشرکت کا مخالف ہے اور من مانی کرنے والے غیر ذمہ دار لوگوں کو قیادت نہیں دیتا۔ اسلام چاہتا ہے کہ سماج میں بھلائی قائم ہو اور برائی کا خاتمہ ہو۔ نبیؐ کی مدینہ کی طرف ہجرت کا ایک اہم مقصد اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق سیاسی نظام کو قائم کرنا تھا۔ اس طرح اسلام سرگرم اقتدار چاہتا ہے تاکہ سماج میں اسلامی عقائد و اصول کے مطابق تبدیلی لائی جاسکے، جس سے تمام انسانیت کا بھلا ہو۔ اسلام میں اقتدار بذاتِ خود مطلوب نہیں ہے، بلکہ اللہ کو خوش کرنے اور ایک پرنعمت ابدی زندگی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور یہ اس معنیٰ یہ پوری انسانیت کے لیے سرچشمۂ رحمت و انسانیت ہے۔

اوپر کی بحث سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام میں مذہب و سیاست مدغم ہیں۔ ایک دوسرے سے علاحدہ نہیں اور انھیں کسی بھی صورت میں نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام میں سیاسی رویے کے قوانین اور طرز سیاست کو اخلاقیات طے کرتی ہے۔ پس اسلام کے مطابق سیاست کا مقصد ریاست کا اقتدار حاصل کرنا تو ہے، مگر اس کا مقصد بھلائی کا قیام، برائی کا خاتمہ اور رعایا کو اچھی زندگی فراہم کرنا ہے۔ جہاں تک علم سیاست کے تاریخی ارتقاء کا تعلق ہے تو مفکرین اور سیاسی مدبرین نے اس ضمن میں بہت کام کیا ہے۔ ساری علمی تاریخ میں تین رجحانات کی نشان دہی کی جاسکتی ہے۔ صوفیائ، مفکرین و فقہاء اور علمائ۔ اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے ان تینوں ہی نے علم سیاست کے فروغ میں حصہ لیا ہے۔ لیکن گذشتہ دو صدیوں میں زوال اور سستی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ پھر بھی بعض گوشوں کی طرف سے تحقیق کی شمع کو روشن رکھا گیا ہے۔

یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ علم سیاسیات کے میدان میں درپیش چیلنج کو بڑی سنجیدگی سے لے رہے ہیں اور بہت جلد افق پر ایک اچھی تصویر نمایاں ہوسکتی ہے۔ اسلام ایک منظم نظامِ حیات ہے، جو انسانی وجود و سرگرمی کے تمام پہلوؤں سے بحث کرتا ہے۔ یہ ایک مستقل نظام ہے جس میں انسانیت کی مکمل ہدایت کے لیے ثقافتی اقدار اور آفاقی اصول شامل ہیں۔ علم سیاست، فلسفۂ اسلام اور اقدار پر مبنی فکر اور حکمت عملی فراہم کرتا ہے۔ اس لیے وقت کا تقاضا ہے کہ اسلام اور سیاست کے گہرے رشتے کو سمجھا جائے۔ اس سے ہمیں اپنے وجود اور ترقی کے لیے مناسب طریقے اور لائحہ عمل ملیں گے۔

مقابلۂ مقالہ نگاری

(جونیئر کٹیگری)

انسٹی ٹیوٹ نے جونیئر کیٹگری کے لئے نوجوان اسکالروں اور تحقیق کرنے والے افراد کے لئے مقالہ

نگاری کے مقابلے میں شرکت کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس میں سب سے عمدہ مقالے پر پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) روپئے کا نقد انعام مختص کیا گیا ہے۔

جونیئر کیٹگری میں پہلا انعام ۲۰۰۲ء کے لیے "شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر" کے موضوع پر سب سے عمدہ مقالہ لکھنے کی بنا پر جناب محبوب فروغ احمد قاسمی (دارالعلوم، دیوبند) کو دیا گیا۔ دوسرا محترمہ نجم السحر تحسین ایس (چکمگلور، کرناٹک) اور مفتی محمد سراج الدین قاسمی (اسلامک فقہ اکیڈمی، نئی دہلی) کو مشترکہ طور پر "حقوق انسانی اسلامی تناظر میں" تیسرا جناب انیس احمد فلاحی کو "اختلاف امت اور ملی اتحاد کی سبیل" کے موضوع پر عمدہ مقالہ لکھنے کی بنا پر انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ چوتھا پروفیسر فیضان مصطفی اور ڈاکٹر افروز عالم کو "اسلامی قانون کے تناظر میں نظام آئین" کے موضوع پر دیا گیا، پانچواں انعام محترمہ نجم السحر اور جناب کفایت اللہ کو "تعلیم اسلامی تناظر میں" کے موضوع پر مشترکہ طور پر دیا گیا۔ اور چھٹا انعام ذرائع، ابلاغ، سماج اور ھندستانی مسلمان کے موضوع پر ڈاکٹر نشید امتیاز کو دیا گیا۔

شاہ ولی اللہ ایوارڈ (جونیئر کیٹیگری) کے لیے مقالے کا عنوان **"اسلام کا سیاسی نظام اور عصری مسائل"** طے کیا گیا ہے۔

آئی او ایس اسلامی فکر رکھنے والے صاحبِ علم و قلم حضرات کو مندرجہ ذیل شرائط یا ہدایات کے مطابق مقالہ نگاری کے مقابلے میں شرکت کے لیے مدعو کرتا ہے۔

- اس مقابلہ میں وہی اسکالر حصہ لے سکتے ہیں جن کی عمر ۴۵ سال سے کم ہو۔
- مقالہ طبع زاد اور معیاری اور دس ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے۔
- مقالہ نگار اپنے تعلیمی کوائف کے ساتھ مقالے کی چار نقلیں آئی او ایس کو ارسال کریں۔
- مقالے کی تصنیف میں مستعمل تمام حوالوں کی فہرست مقالے کے ساتھ منسلک کرنا لازم ہے۔
- مقالے کو کسی دوسرے دیگر ادارے یا تنظیم کی جانب سے انعام یافتہ نہیں ہونا چاہیے۔
- اگر مقالہ آئی او ایس کی جانب سے سب سے عمدہ قرار دیے جانے کی صورت میں انعام کا مستحق ہوتا ہے تو آئی او ایس کو انعام یافتہ مقالے کی طباعت اور اشاعت کا اختیار کلی حاصل رہے گا۔

مقابلۂ مقالہ نگاری

(جونیئر کٹیگری)

اسلام کا سیاسی نظام اور عصری مسائل

مقالہ موصول ہونے کی آخری تاریخ ۱۵ر فروری ۲۰۱۸ مقرر کی گئی ہے۔

اسلام، رضائے الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا، جس سے ظاہری و باطنی امن وسکون حاصل ہوتا ہے، ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اور زندگی روح بھی ہے جسم بھی، یعنی روحانی اور مادی دونوں۔ اس لیے اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو زندگی کے روحانی اور مادی دونوں پہلوؤں کو محیط ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی شہری ریاست کو قائم کیا اور اس کی قیادت و سیادت بھی کی، جو مذہبی تکثیریت والی ریاست تھی۔ اگر چہ محمدؐ پیغمبر تھے جنھیں خدائی رہنمائی اور تحفظ حاصل تھے، لیکن آپ نے ہمیشہ (دنیاوی معاملات میں) وامرھم شوریٰ بینھم کی قرآنی ہدایت پر عمل کیا۔ چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ نبیؐ ان تمام

ہی اہم سماجی، سیاسی اور فوجی امور پر اپنے صحابہؓ سے مشورہ کرتے، جو اس زمانے میں ظہور پذیر ہوئے۔ باہمی مشورت کا عمل خلفائے راشدین کے دور میں بھی جاری رہا۔ اسلام میں سیاسی زندگی کا اصول جمہوری تھا۔ خاص طور سے انتقالِ اقتدار کے معاملے میں، مگر امیر معاویہؓ نے اسے اس وقت توڑ دیا، جب انھوں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد بنا دیا۔ یہ ایک بدعت غیر حسنہ تھی، مگر افسوس کہ یہ ایک ایسی مضبوط روایت اور ادارے کی شکل اختیار کر گئی کہ مسلم دنیا کے کئی حصوں میں آج بھی جاری وساری ہے۔

زمانۂ وسطیٰ سے عہد جدید تک مسلم اسکالر اسلام کے سیاسی نظام اور نظریہ سیاسی کے خدوخال کی تشریح اور اس کی ترقی کے لیے سرگرم عمل رہے ہیں۔ نبیؐ کے اولین سیرت نگاروں نے آپ کی ان سیاسی اور دفاعی سرگرمیوں اور فیصلوں پر یکساں روشنی ڈالی، جو آپؐ نے اپنے دور کے مسائل کو حل کرنے کے لیے لیے تھے۔ بعدازاں جب خلافت ملوکیت میں تبدیل ہوگئی تو مسلم علماء اور دانش وروں نے یا تو اس کی مخالفت کی یا اس کی اپنے مخصوص انداز میں اس طریقے سے تشریح کی، جو اس زمانہ کے حالات میں بہتر تھے۔ الماوردی، ابنِ تیمیہ، ابنِ خلدون اور دیگر اصحابِ علم نے باقاعدہ اسلام کا ایک سیاسی نظام مرتب کرنے کی کوشش کی۔

اسلام میں سماجی زندگی کو جمہوری بنانے پر جو زور دیا گیا ہے، اس کی روشنی میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کو سب سے پہلے عالم اسلام میں جنم لینا چاہیے تھا، مگر بدقسمتی سے جمہوری فطرت و ماہیت رکھنے والی خلافت کو ملوکیت سے بدل دیا گیا، جو آج تک مسلم دنیا میں رائج سیاسی نظام کا طرۂ امتیاز بنی ہوئی ہے۔ افسوس ہوتا ہے کہ جب عہدِ جدید میں جمہوریت تہذیب جدید کی سب سے اہم خصوصیت کے طور پر ظاہر ہوئی تو مسلم دانش وروں کو اس امر کی وضاحت کرنی پڑی کہ اسلام جمہوری فکر اور طرز حکومت کا مخالف نہیں ہے۔

جب ہم اسلام کے نظام سیاست یا سیاسی نظریے کی تشریح کرتے ہیں تو خلافت اور شریعت جیسے سیاسی وقانونی اصطلاحات کا سامنا کرتے ہیں۔ خلافت دراصل اسلام کا نظریہ ونظام سیاست اور شریعت اس کا نظام قانون ہے۔ قرآن مجید نے مسلمانوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ اپنے سماجی وسیاسی امور باہمی مشورت سے انجام دیں۔ قرآن مجید میں لفظ 'خلافت' اسلام کے نظریہ سیاسی کو بیان کرنے کے لیے نہیں استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن انسان یا اولادِ آدم کو قرآن نے زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کی حیثیت سے بیان کیا ہے۔ جب حضرت ابوبکرؓ (دنیاوی معاملات میں) نبیؐ کے جانشین منتخب ہوئے تو آپ نے خود کو خلیفہ کہلانا پسند فرمایا۔ لیکن ان کے جانشیں حضرت عمرؓ نے خود کے لیے امیر المومنین کی اصطلاح کو ترجیح دی۔ لیکن بعد کے خلفائے راشدین کو خلیفہ ہی کہا گیا، جس کے بعد مسلم دنیا میں یہی اصطلاح رائج ہوگئی۔ لیکن یہاں یہ بات ذہن نشیں رہنی چاہیے کہ اگرچہ خلفائے راشدین کی طرح مسلم حکمرانوں کی بڑی اکثریت نے خود کو خلیفہ کہا، مگر ان کا سلوک خود مختار حکمرانوں جیسا تھا۔ اسی طرح اکثر مسلم امپائر اور ریاستوں کا قانون بظاہر شریعت ہی رہی ہے، جس میں تبدیلی اس وقت کی گئی جب مسلم دنیا کے کئی حصوں پر یوروپی استعماری طاقتوں نے قبضہ کر لیا۔ شریعت دراصل ان قوانین کا مجموعہ ہے، جو براہ راست قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں اور جس میں مجتہدین اور فقہاء کے اجتہادات بھی شامل ہیں۔ جو قوانین قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں، ان میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ لیکن ائمہ کے اجتہادات انسانی ہیں اور ان میں تبدیلی ممکن ہے۔

شاہ ولی اللہ ایوارڈ بورڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ تیرہواں شاہ ولی اللہ ایوارڈ سے اس اہل علم کو سرفراز کیا جائے گا، جس نے اسلامی نقطۂ نظر سے علم سیاسیات میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ اپنی روایت کے مطابق بورڈ نوجوان اسکالروں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ مضمون نگاری کے مقابلے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ مضمون نویسی کا موضوع ہے: **''اسلام کا سیاسی نظام اور عصری مسائل''**